Digitized By Khilafat Library Rabwah

94

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۴۲

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم پنجشنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲۹ اخاء ۱۳۴۳ھش ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۵۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۸ اکتوبر بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت رہی اور بے چینی بھی رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۲۸ اکتوبر۔ کل مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۴ء کی شام کو محترم صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے اُن جملہ کارکنان اور مبلغین اسلام کے اعزاز میں جنہوں نے خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے باغیچہ میں وسیع پیمانہ پر ایک عصرانہ کا اہتمام فرمایا۔ اس میں صدر انجمن اور تحریکِ جدید کے دفاتر اور دیگر اداروں جات میں خدمات بجا لانے والے جملہ واقفین زندگی کے علاوہ، ناظر و وکلاء صاحبان افسرانِ صیغہ جات اور نگران بورڈ کے ممبران نے بھی شرکت فرمائی۔ عصرانہ کے اختتام پر محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب صدر نگران بورڈ نے دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔

— ربوہ ۲۸ اکتوبر۔ کل ۲۹ اکتوبر بروز جمعرات مکرم مولوی محمد بشیر صاحب شاد اعلائے کلمۃ الاسلام کی غرض سے نائیجیریا جانے کے لئے بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔ مقامی احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ریلوے سٹیشن پر پہنچکر اپنے مجاہد بھائی کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کریں۔

— ربوہ ۲۸ اکتوبر۔ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو لنڈن یونیورسٹی میں شعبہ علم الانسان کے ریڈر ایڈریئن سی میئر پی ایچ ڈی (Adrian C. Mayer) جماعتِ احمدیہ کا مرکز دیکھنے کی غرض سے ربوہ تشریف لائے۔ آپ نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریکِ جدید کے دفاتر کے علاوہ یہاں کے تعلیمی ادارہ جات بھی دیکھے۔ شام کو نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے ان کے اعزاز میں ایک عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید کے علاوہ بعض اور احباب بھی شریک ہوئے۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت میں بسر ہو

دین سے غافل کرنے والا عیش و آرام بھی ایک قسم کا عذاب ہی ہوتا ہے

"میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ہے اس نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ہیں اور اتباع نبوی میں ایک گرم جوش فطرت بخش کر مجھے بھیجا ہے کہ تا حقیقی متابعت کی راہیں لوگوں کو سکھلاؤں اور ان کو اس علمی و عملی ظلمت سے باہر نکالوں جو بوجہ کم توجہی ان پر محیط ہو رہی ہے ...... اس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں۔ اگرچہ میں اس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں۔ وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجا لاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے۔ اب کسی کے کہنے سے میں رک نہیں سکتا۔ اور نہ نعوذ باللہ اس کے الہامی احکام کو بنظرِ استخفاف دیکھ سکتا ہوں بلکہ ان مقدس حکموں کی نہایت تکریم کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔ ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعتِ معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ہیں وہ سب عیش اسے حاصل ہوں۔ پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴ تا ۳۶)

مسعود احمد بشیر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ... احمد ... سے شائع کیا

کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت اخلاص اور قربانی میں ترقی کرتی چلی جائے

ہمیں اپنی تمام سستیوں اور غفلتوں کو دور کر کے پوری طرح خدمتِ دین میں مصروف ہو جانا چاہیئے

ہر وقت ایسے آدمی ہمارے پاس موجود ہونے چاہئیں جو پہلوں کی جگہ لے سکیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک اہم تقریر

فرمودہ ۲ر جون ۱۹۴۸ء بعد نماز مغرب۔ بمقام رتن باغ لاہور

ان دنوں چونکہ میری طبیعت خراب رہی ہے اس لئے مجلس میں آنے کا موقعہ کم ہی ملتا رہا ہے معلوم نہیں کہ میری طبیعت آٹے کی خرابی کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے یا پھر موسم کی خرابی کی وجہ سے میری یہ حالت ہے کہ میری انتڑیوں میں سوزش اور تکلیف سی رہتی ہے اور یہ

تین چار ہفتہ سے

چلی آ رہی ہے۔ پاخانہ کو ٹسٹ کرایا تھا اس میں خون کے سلز پائے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلز اسی سوزش کا نتیجہ ہیں اور یا پھر کوئی رسولی ہے جس کی وجہ سے پاخانہ میں خون کے سلز ملے ہوئے ہیں۔ شام کے وقت تو طبیعت اتنی نڈھال ہو جاتی ہے کہ میرے لئے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پرسوں یا اترسوں کا واقعہ ہے کہ میں نماز کے لئے باہر نکلا۔ دروازہ کے پاس آیا ہی تھا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے گرنے لگا ہوں۔ طبیعت یکدم خراب ہو گئی اور میں واپس چلا گیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ اس حالت کی وجہ سے دل میں خیال آتا ہے کہ ہماری جماعت میں ہر وقت ایسے آدمی تیار رہنے چاہئیں جو بوڑھوں کی جگہ لیں

قوم کی ترقی

اور شخصی ترقی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کام کرنے والا مل جائے اور قوم کی اس پر حسن ظنی ہو۔ تو وہ کام کرتا چلا جاتا ہے اور باقی قوم کے افراد میں سستی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے قائمقام پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ لوگ غفلت میں پڑ جاتے ہیں اور سو جاتے ہیں مگر یہ طریق قومی ترقی کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ قوموں کی زندگی افراد کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ برطانیہ کو دیکھ لو پندرھویں صدی سے بلکہ بارھویں صدی سے برابر ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ آٹھ سو سال سے برابر اسے عزت

میں زیادتی اور ترقی ملتی گئی ہے اور تنزّل کی حالت ہی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ حالات ایسے ہیں کہ انہیں دیکھ کر دوسرے لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اور بھی قومیں گزری ہیں مگر مسلمانوں کے لئے ان کی

سب سے مبارک چیز

ہی تباہی کا موجب ہوئی۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ دنیاوی معاملات میں دخل دیتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی کرتا اور اپنے معجزات دکھاتا ہے اور غیر معمولی مدد اور نصرت اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ یہ عقیدہ اگر ہم بھلا دیں یا یہ عقیدہ اگر ہم ترک کر دیں تو ہمارا مذہب زندہ مذہب نہیں رہتا۔ دوسرے مذاہب میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔ عیسائیت میں دیکھ لو لوگ معمولی معمولی باتوں کو دیکھ کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ دیتے ہیں اور انہی باتوں پر ہی وہ خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان کا مذہب مذہب تو کہلا سکتا ہے لیکن

زندہ مذہب

نہیں کہلا سکتا لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا میں اپنی قدرت نمائی کرتا ہے اور اس عقیدہ میں ہم منفرد ہیں۔ اس عقیدہ میں اور کوئی جماعت یا گروہ ہمارے ساتھ شریک نہیں۔ اگر ہم اس عقیدہ کو چھوڑ دیں تو پھر ہم مذہب کا تو دعوےٰ کر سکتے ہیں مگر یہ دعوےٰ نہیں کر سکتے کہ ہمارا مذہب زندہ مذہب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیحییٰ من حیّ عن بینۃٍ اسلام آیا ہی اس لئے ہے کہ وہی زندہ ہے۔ جو معجزات اور دلائل کے ذریعہ زندہ رہتا ہے۔ ابتدا سے ہی

قرآن مجید کا یہ دعویٰ

چلا آ رہا ہے کہ وہ صرف بینات ہی تمہیں نہیں دیتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمہیں بینات دیتا۔ اور پھر ان بینات کی وجہ سے تمہیں زندہ کرتا ہے۔

پس جو ان بینات سے زندہ ہو گیا جو قرآن مجید نے ہمیں دیں وہی مسلمان ہے۔ اس لئے قرآن مجید دوسرے مذاہب کی طرح خالی بینات کا دعوےٰ نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمہیں ان بینات سے زندہ کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب والے اگر اپنے دعوے میں سچّے بھی ہوں تو انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ دیں گے کہ ہمارا مذہب سچا مذہب ہے اور کچھ دلائل بھی دیں گے لیکن ہم

صرف دلائل

دے کر دنیا کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکتے ہمارا دعوےٰ تو اسی وقت ہی سچّا ثابت ہو گا جب ہم اپنی زندگی کا ثبوت بھی دیں۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ خدا تعالیٰ تازہ بتازہ کلام دنیا میں نازل کرتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی کرتا ہے۔ اس کے فرشتے آتے ہیں اور انسانوں کو ان کے کاموں میں مدد دیتے ہیں۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے مصائب کو حل کرتا ہے اور سچے مذہب کو ترقی کی طرف لے جاتا اور دوسرے مذاہب کو تنزّل کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آرام سے بیٹھ جائیں اور کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ خود کام کرے گا۔ ہمیں کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم

سستی اور غفلت

برتنی شروع کر دیں اور سو جائیں۔ بجائے اسکے کہ ہم جاگیں اور زیادہ بیداری اپنے اندر پیدا کر لیں محنت اور کوشش کریں اور اپنی قربانیاں پیش کریں ہم سو جائیں اور ساتھ ہی یہ خیال کر لیں کہ خدا تعالیٰ خود ہمارے کام کرے گا۔

یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک بچہ کو گھر والے جگائیں اور کہیں کہ اٹھو فلاں کام کر دو۔ وہ بچہ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اچھا میں وہ کام کرتا ہوں۔ لیکن جب وہ دوسرے بچے کو کہتے سنتا ہے کہ میں یہ کام کروں گا تو وہ وہیں سر رکھ دیتا ہے اور سو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا کام دوسرا کر دے گا مجھے اٹھنے کی ضرورت نہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم بجائے سونے کے بیدار ہوتے۔ خدا کے نام کو بلند کرتے اور اس کے ذکر میں لگے رہتے۔ ہم میں

احساسِ خدمت

پیدا ہوتا۔ خدا کے نشانات اور معجزات کو دیکھ کر ہم اس کے زیادہ شکر گزار بندے بن جاتے۔ زیادہ عقلمند بنتے اور زیادہ محنت سے کام کرتے لیکن صورت یہ ہے کہ کہا جاتا ہے خدا جو کہتا ہے کہ میں اسلام کو ترقی دوں گا۔ میں اس کے لئے اپنی قدرت نمائی کروں گا۔

معجزات اور نشانات

دکھاؤں گا تو سب کچھ وہی کرے ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں اور پھر سو جاتے ہیں۔

ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ خدا کے رسول ہیں جو دنیا میں خدا کے دین کو لے کر آئے اور پھر آپ کو اتنی وقعت اور درجہ دیتے ہیں اور اس میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ آپ کو

عالم الغیب کے درجہ تک

پہنچا دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ خدا تعالےٰ کے عاشق تھے اور نعوذ باللہ من ذالک زور سے خدا سے اپنی بات منوا لیتے تھے۔ گویا خدا تعالےٰ آپ کے تابع تھا۔ خواہ ہمارے عقیدہ کے کوئی الفاظ ہوں مگر نتیجہ اس سے یہی نکلتا ہے۔ سوائے اس عقیدہ کے جو حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیلایا۔ عام مسلمانوں کے عقیدہ کا یہی مطلب نکلتا ہے کہ ہم نعوذ باللہ محمد رسول اللہؐ کے حاکم ہیں۔ اور آپؐ خدا تعالیٰ کے حاکم ہیں۔ منہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ آپؐ

ہمارے آقا اور سردار

ہیں مگر آپؐ کوئی کام نہیں کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم خود کچھ کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرض ہے کہ ہماری شفاعت کریں اور خدا تعالیٰ کا فرض ہے کہ ان کی شفاعت کو خاموشی سے ان لے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ اتنی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے اور آپ ضعف کی وجہ سے گر پڑتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں اور پھر اتنی قربانیاں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ سے خوش ہے اور اس نے آپ کے اعمال کو قبول کر لیا ہے اور آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس اعلان کے بعد آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ کیوں اتنا دکھ پاتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے آپ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دئیے ہیں۔ پھر آپ کو کون سی ضرورت ہے کہ آپ اس طرح اپنی جان کو تکلیف میں ڈالیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ بے شک خدا تعالیٰ کے مجھ سے وعدے ہیں۔ وہ مجھ سے بہت خوش ہے اور اس نے میرے اعمال کو قبول فرما لیا ہے مگر

افلا اکون عبداً شکورا

کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ہی نتیجہ ہے اور جتنے اللہ تعالیٰ کے احسانات زیادہ ہوں گے اتنی ہی زیادہ مجھے خدمت بجالانی چاہئیے۔ یہ نظریہ اس کا ہے جسے ہم اپنا آقا اور سردار سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ اتنا مبالغہ کر جاتے ہیں کہ آپؐ کو خدا تعالیٰ کا بھی سردار بنا دیتے ہیں لیکن ہمارا عمل یہ ہے کہ ہم چپکے سے گھر میں بیٹھ رہتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان کرتا ہی ہے۔ وہ مومنوں کے کام آتا ہی ہے۔ وہی سب کچھ کرے گا۔ ہمیں کوئی جدوجہد کرنے کی ضرورت نہیں ہم تو آرام سے سو جاتے ہیں خدا تعالیٰ کے نشانات اور معجزات ہم نے دیکھے ہیں اور اس کے ہم سے وعدے بھی ہیں مگر بجائے اس کے کہ ہم اس کے احسانات اور معجزات کو دیکھ کر شکر گزار بندے بن جائیں اور پہلے سے بڑھ کر خدمت بجالائیں

ہم کہہ دیتے ہیں کہ خدا خود کام کرے ہمیں کسی کام کے کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک شخص نے مجھے خط لکھا ہے اور وہ احمدی ہے وہ لکھتا ہے کہ آپ ہر وقت زور دیتے رہتے ہیں کہ یوں قربانی کرو یوں قربانی دو۔

خدا تعالیٰ کے احسانات

ہم پر ہیں۔ یا ہمارے احسانات خدا تعالیٰ پر ہیں؟ ہم اس کے نبی پر ایمان لائے۔ اس کے نشانات پر ایمان لائے۔ پھر خدا تعالیٰ کی ذات پر ہم ایمان لائے۔ اس کی خاطر ہم نے قادیان میں مکانات بنائے اور جائدادیں بنائیں۔ اب ہم اپنا نقصان کر کے وہاں سے آگئے ہیں۔ ہمارے گھر اور جائدادیں سب لوٹ لی گئی ہیں۔ اب خدا تعالیٰ اگر ہماری منتیں کرے یا ہم اس کی منتیں کریں۔ خدا تعالیٰ قربانیاں کرے یا ہم قربانیاں کریں۔ اس شخص کے سارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے قادیان سے محبت ہے اور اخلاص اس میں پایا جاتا ہے لیکن تعلیم کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قادیان کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے وہ اس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکا۔ جوش غم میں وہ کہتا ہے کہ کیا ہم نے خدا سے کہا تھا کہ وہ ہمیں پیدا کرے۔ کیا ہم نے خدا کو کہا تھا کہ وہ قادیان کو مقدس بنائے۔ کیا ہم نے خدا سے کہا تھا کہ وہ فلاں کام کرے کہ اب آپ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ قربانیاں کرو۔ ہم نے قادیان میں جائدادیں بنائیں مکان بنائے یہ سب اسی کے کہنے پر بنائے تھے جو اب ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے ہیں۔ اور فاتح ہو گئے ہیں اب

خدا کا فرض ہے

ہے کہ ہماری خدمت کرے نہ کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی خدمت کرتے پھریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ معذور ہے معترض اور بے ایمان نہیں جوشِ حمیت میں وہ یہ پاگلانہ باتیں کہہ گیا ہے

اس کی مثال

ایسی ہی ہے جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ جنگل میں سے گزر رہے تھے آپ نے ایک گڈریے کو دیکھا کہ وہ بکری کا بچہ گود میں لئے اس کی جوئیں نکال رہا ہے اور کہہ رہا ہے اے خدا مجھے تم سے اتنی محبت ہے کہ اگر تو آدمی ہوتا۔ تو میں تیری اسی طرح جوئیں نکالا کرتا تمہارے کپڑے دھویا کرتا اور اگر تمہارے کپڑے پھٹ جاتے تو میں تمہارے کپڑوں کو سیا کرتا۔ تمہارے پاؤں میں کانٹے چبھ جاتے تو میں تمہارے کانٹے نکالا کرتا۔ اپنی بکریوں کا دودھ دوہ دوہ کر سب سے پہلے تمہیں پلایا کرتا۔

موسےٰ علیہ السلام

نے جب اس گڈریے کی باتیں سنیں تو آپ نے اس کو ڈنڈے سے مارا۔ اور کہا نالائق یہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ روتا ہوا بھاگا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام جوان اور قوی تھے۔ مگر وہ گڈریا بڈھا اور کمزور تھا۔ اس لئے وہ ڈر گیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا کہ اے موسےٰ تم نے ہمیں بڑی تکلیف دی ہے۔ یہ

میرا بندہ

تھا وہ اتنا ہی سمجھتا تھا جس کا وہ اظہار کر رہا تھا۔ وہ علم جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ وہ اس کو تو نہیں دیا تھا۔ وہ ہم سے محبت کی باتیں کر رہا تھا۔ اس کے نزدیک بڑی قربانی یہی تھی۔ کہ وہ بکری کے بچے کو اٹھا کر اس کی جوئیں نکالے۔ اور یہی قربانی وہ پیش کر رہا تھا۔ کہ اے خدا اگر تو میرے پاس آجائے تو یہ بکریاں چھوڑ دوں۔ اور تمہاری جوئیں نکالنے لگ جاؤں۔ اس کے نزدیک بڑی قربانی یہی تھی کہ جب بکری کے بچے کو کانٹا چبھ جاتا تو وہ اس کو اٹھا لیتا اور اس کے کانٹے نکالتا۔ یہی قربانی اس نے

خدا کے سامنے پیش کرنا کی

کہ اے خدا اگر تو آدمی ہوتا اور تیرے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا تو میں اس بکری کے بچہ کو چھوڑ دیتا اور تمہارے کانٹے نکالنے لگ جاتا۔ خدا تعالیٰ نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس شخص کے پاس بڑی سے بڑی قربانی یہی تھی جو اس نے پیش کر دی۔ تو نے ناحق اسے مارا۔ جا اور اس سے معافی مانگ۔ تا وہ دکھ جو اسے تیری وجہ سے ہوا وہ دور ہو۔ اسی طرح اس آدمی میں بھی

جوش اور اخلاص

ہے مگر صدمہ کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور جوش میں آکر اس نے یہ بات کہہ دی ہے۔ لیکن خدا کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ اگر سوچا جائے تو جو قربانی ہم نے کی ہے اس کی توفیق ہمیں کس نے دی تھی۔ قادیان کس نے ہم کو دیا تھا۔ وہ علم ہم کو کس نے دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ وہ دولت ہمیں کس نے دی تھی۔ جس سے ہم نے قادیان میں مکان اور جائدادیں بنائیں۔ کس نے ہم کو ایمان اور نیکی کی توفیق دی تھی۔ کن کانوں سے ہم نے معرفت کو حاصل کیا تھا۔ یہ سب کچھ خدا کا تھا۔ غالب خدا تعالیٰ کے متعلق لکھتا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی اگر میں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جان بھی دے دی ہے تو کیا ہوا یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ میرا اس پر کوئی احسان نہیں ہے۔ وہ جان بھی تو اسی کی دی ہوئی تھی حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہم پر جو حق تھا وہ ہم ادا نہیں کر سکتے۔

فتح مکہ کے بعد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب طائف پر تشریف لے گئے۔ اور غنیمت کے مال تقسیم کئے تو اس وقت ایک نوجوان نے کہا کہ فتح تو ہم نے حاصل کی ہے اور غنیمت کا مال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ مجھے ایسی اطلاع ملی ہے۔ ان سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ ایک نوجوان تھا جس نے یہ بات کہہ دی ہے۔ ہم سب اس سے بری ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہنے والے نے جو کچھ کہنا تھا اس نے وہ کہہ دیا۔ اور جو اس کے منہ سے نکلنا تھا وہ نکل گیا۔ لیکن اے مدینہ والو تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ بے بس تھے۔ بے در تھے۔ ہم نے آپ کو مدینہ میں پناہ دی

بغض اور کینہ کی وجہ سے

مکہ والوں نے آپ کا پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا وہ مدینہ پر چڑھ آئے۔ ہم باہر نکلے اور ان سے لڑائیاں کیں۔ ہم نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان لڑائیوں میں ہمارے رشتہ دار مرے، ہمارے قبیلہ کے لوگ مرے اور اس طرح ہم نے آپ کو دشمنوں سے بچایا۔ ہم نے ہی مکہ کو فتح کیا۔ اور آپ کی حکومت کو سارے عرب میں قائم کر دیا۔ یہ سب کچھ ہم نے کیا۔ مگر مال و دولت جو ہاتھ آیا۔ وہ آپ نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سن کر انصار پر رقت طاری ہو گئی اور گریہ وزاری کی حالت میں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو یہ نہیں کہتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

دوسرا نظریہ

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ میں ایک نبی لوگوں کی اصلاح کے لئے مکہ میں بھیجا۔ اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مکہ کو عزت دی۔ مگر اس کی قوم نے اس کی مخالفت کی اور اسے وہاں سے نکالنے کے درپے ہو گئی خدا تعالیٰ اپنے بندے کو وہاں سے نکال کر لے گیا۔ اور یہ نعمت مدینہ والوں کے سپرد کر دی۔ اس پر بھی مکہ والوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ لڑائی کے لئے باہر نکلے۔ اللہ نے اپنے بندے کی نصرت کی اور اسے دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا کی۔ یہ فتح دنیوی سامانوں سے نہیں ہوئی

گزنہ دنیوی سامان موجود نہ تھے۔ نہ انصار نے یہ فتوحات حاصل کیں۔ اور نہ مہاجرین نے فتوحات حاصل کیں۔ اللہ تعالے نے فرشتے اتارے اور ان کے ذریعہ اپنے بندے کو دشمنوں کے مقابلہ میں فتوحات دیں۔ مکہ منتظر تھا کہ اس کا حق اسے ملے۔

سینکڑوں اور ہزاروں

سال سے جو پیشگوئیاں مکہ کے متعلق چلی آتی ہیں وہ پوری ہوں۔ کعبہ سے بت نکال دئے جائیں۔ اور مکہ کو اس کا حق دے دیا جائے۔ لیکن بجائے اس کے کہ مکہ والے اسے اپنے ساتھ مکہ لے جاتے وہ اونٹ ہانک کر لے گئے اور مدینہ والے اللہ اور اس کے رسولؐ کو ساتھ لے آئے۔ پس انسان خواہ اس کا نظریہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ خود ہی ایسی باتیں بنالیتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ ہماری اپنی خرابی اور نقص کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ان فسادات کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم قربانیوں میں اور زیادہ بڑھ جاتے اور ہمارے اندر ایسی نشاط خوشی اور امنگ پیدا ہو جاتی کہ قربانیاں سہل ترین نظر آنے لگتیں۔ ہر قربانی کے بعد بجائے اس کے کہ ہم میں فخر پیدا ہوتا۔ کبر پیدا ہوتا اور یہ احساس پیدا ہوتا کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ ہمارے اندر ندامت پیدا ہوتی۔ کہ یہ قربانی کیا تھی جو ہم نے پیش کی۔ ہمیں کیا طاقت تھی کہ ہم ایسا کرتے۔ مگر ہماری حالت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ بعض پہلے سے زیادہ سست اور غافل ہو گئے ہیں اور سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمیں کسی

قربانی اور جدوجہد

کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے فوت ہونے کے بعد ایک دفعہ منشی اروڑہ خان صاحب مرحوم میرے پاس آئے۔ آپ کپورتھلہ کے رہنے والے تھے بڑے مخلص اور نیک تھے۔ پہلے آپ منشی تھے۔ پھر اہلمد ہوئے اور پھر تحصیلدار ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد تحصیلدار بنے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں صرف پندرہ روپے تنخواہ ملتی تھی۔ اور یہ تنخواہ اس وقت ایک کلرک کے لئے بڑی تنخواہ سمجھی جاتی تھی۔ آپ چھ سات روپے میں گزارہ کر لیتے۔ اور باقی رقم بچا لیتے۔ مہینہ جب ختم ہوتا تو آپ قادیان تشریف لاتے۔ اور بچی ہوئی رقم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیتے آپ عموماً کپورتھلہ سے پیدل چل کر قادیان تشریف لاتے تا زیادہ خرچ نہ ہو۔ اور اس طرح زیادہ سے زیادہ رقم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ ہاں اگر اتفاقاً کوئی سواری راستہ میں مل جاتی۔ تو آپ ایک دو آنہ دے کر اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ مہینہ میں ایک دفعہ ضرور قادیان تشریف لاتے اور اپنے سارے مہینہ کی بچت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتے۔ گویا آپ نے اپنا یہ دستور بنا لیا تھا کہ سارا مہینہ روپے جمع کرتے رہیں اور مہینہ کے اختتام پر پیدل چل کر یا تھوڑے بہت پیسے خرچ کر کے سواری کے ذریعہ قادیان آئیں اور اپنی نذر پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد آپ قادیان تشریف لائے اور کسی نے اندر آ کر مجھے کہا کہ منشی اروڑے خاں صاحب باہر کھڑے ہیں۔ آپکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جو تعلق تھا اسے میں جانتا تھا۔ میں باہر آیا۔ اور جب میں باہر آیا تو منشی صاحب چیخیں مار کر رونے لگ پڑے۔ میں نے سمجھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں اس لئے مجھے دیکھ کر انکی محبت یکدم جوش میں آ گئی ہے اور آپ رو پڑے ہیں۔ میں کھڑا رہا اور آپ دس پندرہ منٹ تک روتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تین چار یا شاید پانچ تھیں)

اشرفیاں

جیب سے نکالیں اور کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں میں قادیان آیا کرتا تھا اور جو کچھ بچا ہوا ہوتا تھا۔ آپکی خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ لوگ راجہ کے سامنے اشرفیاں پیش کرتے ہیں جسے دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے کہ راجہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا نسبت۔ اسے تو اشرفیاں پیش کی جاتی ہیں لیکن آپ کو پیسے اور روپے۔ خدا کی طرف سے جو عظمت اور بڑائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو حاصل ہے اور جو قرب آپ کو حاصل ہے اس کے باوجود آپ کی خدمت میں ہم روپوں کی نذر حقیر پیش کرتے ہیں خیال آیا کہ میں بھی آپ کی خدمت میں سونے کی نذر پیش کروں۔ پہلے اشرفیاں جمع کر لوں اور پھر نذر پیش کروں مگر مجھ میں اتنی برداشت کہاں تھی کہ اتنا زیادہ عرصہ آپ سے دور رہوں اور اشرفیاں جمع کروں۔ میں تو مہینہ ختم ہونے کے بعد جو کچھ ہوتا لے آتا۔ پیدل آتا یا تھوڑے بہت پیسے خرچ کر کے سواری پر بیٹھ جاتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آ کر نذر پیش کر دیتا۔ خواہش تھی کہ سونے کی نذر پیش کروں مگر نوکری ایسی نہ تھی کہ یہ خواہش پوری ہو سکے اور نہ ہی اشرفیاں جمع کرنے کے لئے زیادہ عرصہ تک انتظار کر سکتا تھا اس لئے میری یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ پھر فرمانے لگے اسی تگ و دو اور کوشش میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات ہو گئی۔ پھر میں تحصیلدار بنا۔ "پھر" کہہ کر آپ کی چیخ نکل گئی) پھر وقت آیا اور اشرفیاں جمع کیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی زندہ نہ رہے کہ آپ کے حضور نذر پیش کر سکوں۔ ان لوگوں میں جو درد تھا وہ ویسا ہی تھا جیسے

بکرے کو ذبح کر دیا جائے

تو وہ تڑپتا ہے۔ منشی صاحب نے پھر چیخ ماری پھر جب صبر آیا تو تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے قائمقام حضرت ام المومنین (نور اللہ مرقدھا) ہیں یہ اشرفیاں میری طرف سے بطور نذرانہ ان کے پیش کر دیں۔ دیکھو کتنی بڑی قربانی ہے کپورتھلہ قادیان سے ۲۵-۳۰ میل دور تھا۔ پھر خدا تعالے کا عجیب رنگ ہے کہ آپ سارے مہینہ میں جو کچھ جمع کرتے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتے اور پھر یہ خواہش بھی رہتی تھی کہ اور زیادہ پیش کریں مگر لمبے عرصہ تک انتظار بھی نہ کر سکتے۔

پھر ان لوگوں میں میں نے بہت زیادہ ادب دیکھا ہے۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم کے متعلق مجھے یاد ہے کہ ہمارے بچپن میں ہمیں کیلوں کے پتوں کے کھلونے بنا کر دیا کرتے تھے۔ آپ باریک باریک پتوں کے گھوڑے اور اونٹ بناتے جنہیں دیکھ کر ہم بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ بڑی اچھی قسم کے کھلونے تیار کیا کرتے تھے۔ ہم آپ کو آتے دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتے تھے اور ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ آپ ہمیں کھلونے بنا کر دیں۔ اب تو غالباً مجھے اس قسم کے کھلونے بنانے یاد نہ رہے ہوں گے مگر اس وقت ہم نے بھی ان سے یہ فن سیکھ لیا تھا۔

اسی طرح ایک شخص

پیرا

ہوا کرتا تھا جو عام کاموں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رکھا ہوا تھا۔ منشی اروڑے خاں صاحبؓ پیرا کا بہت ادب کیا کرتے تھے اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا خادم تھا۔ اور آپ کے دروازہ پر رہتا تھا۔ جب بھی آپ قادیان تشریف لاتے پیرا کے پاس ضرور جاتے اور اس سے مصافحہ کرتے اور

دو آنہ چار آنہ

کے پیسے اس کے ہاتھ پر رکھتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پیرا ہر وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں رہتا ہے اس لئے اس کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ چونکہ آپ کی آمدنی کم تھی اس لئے آپ اسے دو آنہ چار آنہ ہی دیتے تھے۔ اور اس وقت کے لحاظ سے یہ بھی بڑی چیز تھی۔ اس قسم کے احساسات ان لوگوں میں پائے جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے احساسات ان لوگوں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں۔ ہمارا کام اب بڑھ گیا ہے اور یہ کہنا کہ اس وقت ایک احمدی کے مقابلہ میں دنیا کی دو ارب آبادی تھی غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر اس وقت ایک احمدی تھا تو اس پر صرف دس آدمیوں کی نظر پڑتی تھی۔ اب اگر ہماری تعداد ایک لاکھ ہے تو ایک کروڑ آدمیوں کی نظر ہم پر پڑتی ہے۔ پہلے ہمارے مخالف اگر دس تھے تو اب سو ہیں۔ اس وقت احمدیت سے زیادہ لوگ واقف نہیں تھے۔ اب جیسے جیسے ہم بڑھتے جاتے ہیں ویسے ہی ہماری مخالفت بھی بڑھ رہی ہے اور زیادہ لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں۔۔۔۔۔۔ سوال یہ نہیں کہ ہم کیا ہیں سوال تو یہ ہے کہ دنیا اپنی جہالت سے ہم کو کیا سمجھتی ہے پس پہلے اگر ایک کے مقابل پر دس تھے تو اب ایک کے مقابل میں بہت زیادہ ہیں جو ہمیں دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پس ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ پہلے کتنے تھے اور اب کتنے ہیں۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ پہلے کتنے لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی تھیں اور اب کتنے لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں۔ پہلے ایک شہر کے چند محلوں سے نکل کر دوسروں کو ہمارا پتہ بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم کون ہیں۔ اب بھی کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں کے لوگوں نے ہمارا ذکر نہیں سنا۔ پچھلے دنوں ایک دوست مجھے ملنے آئے تھے جو سی۔ پی کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

احمدیت کا ذکر

اب تک نہیں سنا تھا۔ کچھ دن ہوئے میں بمبئی گیا وہاں سے احمدیت کے متعلق کچھ معلومات ملی ہیں لیکن اس قسم کی جگہیں اب بہت کم ہیں دیہات، قصبے اور بڑے شہروں کے سب لوگ ہمیں جانتے ہیں۔ دنیا کے کناروں پر ہی کوئی ایسی جگہ ہو تو ہو جہاں ہمارا ذکر نہیں پہنچا۔ غرض... یہ خیال کرنا بیوقوفی کی علامت ہے کہ اب دنیا میں امن قائم ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ ہم پہلے سے بہت زیادہ طاقتور ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم بہت کمزور ہیں۔ پہلے اگر ایک کے مقابل پر دس آدمی تھے تو اب ایک کے مقابل پر سو ہیں۔ بلکہ ایک اور دس کا سوال ہی نہیں رہا۔ ایک لاکھ کے مقابلہ میں تین کروڑ یا پچیس کروڑ ہیں۔... لوگ ہمارے متعلق پہلے یہ خیال کرتے

تمہ۔ کہ

یہ لوگ فقیر ہیں

اور فقیروں کا کیا مقابلہ کرنا ہے ۔ لیکن اب لوگوں کی ہماری طرف توجہ ہے ۔ ہم نے اس حالت کا مقابلہ کرنا ہے ۔ یاد رکھو کہ صرف جذبات کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ۔ اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر صرف یقین کر لینا ہماری مشکلات کو دور نہیں کر سکتا ۔ یہ سمجھ لینا کہ خدا خود ہماری مدد کرے گا اور اپنے معجزات اور نشانات سے اپنے دین کی نصرت اور مدد کرے گا ۔ اور ہم اپنے کام میں سست رہیں اور غفلت برتیں ۔ تو یہ ہمیں کامیاب نہیں کر سکتا ۔ بلکہ اب ہمیں تمام سستیوں اور غفلتوں کو دور کر کے پوری طرح اپنے کام میں لگ جانا چاہیئے ۔ اگر کوئی یہ سمجھ کر احمدیت میں داخل ہوا ہے ۔ کہ اسے سونے کے لئے پھولوں کی سیج ملے گی ۔ تو وہ دھوکا خوردہ ہے ۔ احمدیت میں داخل ہو کر تمہیں سولی پر چڑھنا ہوگا ۔ اور جو سولی پر سوتا ہے اس سے زیادہ احمق اور کون ہوگا ۔ پس اگر ہم اب سو جاتے ہیں ۔ اور اپنے کام میں سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں تو یہ پاگل پن کی بات ہے ۔ ہمیں تو پہلے سے بھی زیادہ قربانی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے پہلے اگر دس گنا قربانی کی ضرورت تھی ۔ تو اب بیس گنا قربانی کی ضرورت ہے ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ۔ اگر ہم نے دنیا میں ترقی کرنی ہے ۔ تو ہمیں اپنی قربانی کے معیار کو بھی بلند کرنا ہوگا ۔ اگر ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے ۔ جیسا کہ ہمارا دعویٰ ہے ۔ تو ہمیں اپنے اخلاص میں پہلوں سے بھی زیادہ بڑھنا ہوگا ۔ پہلوں سے بھی بڑھ کر قربانیاں پیش کرنی ہوں گی ۔ تاہم اعلیٰ نتائج کی امید کر سکیں ۔

"ہم اور حق پر عمل پیرا ہونے کے لئے
ہر وقت تیار رہنا چاہیئے کیونکہ ؎
ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق"

(شہاب ۱۱ر اکتوبر ۶۴ء)

کاش یہ نصیحت کرنے والوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق ملے !۔

> "وقت دو ہوتے ہیں ۔ ایک خارجی اور ایک اندرونی یعنی روحانی ۔ خارجی وقت یہ ہے کہ حضرت رسول کریمؐ اور ولیوں اور بزرگوں کے کشوف نے مسیح موعود اور مہدی کا وقت چودھویں صدی تبلایا ۔ اور اندرونی یعنی روحانی وقت یہ ہے کہ زمانہ کی حالت یہ تبلا رہی ہے کہ اس وقت مسیح آنا چاہیئے ۔ دونوں وقت اس جگہ آکر مل گئے ہیں ۔"
>
> (حضرت مسیح موعودؑ)

96

شذرات

(شیخ خورشید احمد)

جماعت اسلامی کی دو رنگی

جماعت اسلامی اپنے تمام تر دعویٰ اسلامیت و صالحیت کے باوجود ان دنوں جس منافقت اور دو رنگی سے کام لے رہی ہے ۔ اس کا اندازہ ذیل کے دو حوالوں سے لگا لیجئے :۔

۱۹۵۲ء میں جماعت اسلامی کا موقف

"سیاست و ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے ۔ عورت کو سیاست و ملک داری سے کم تر درجہ کے خارج از بیت فرائض و واجبات سے بھی مستثنیٰ کیا گیا ہے ...... آخر کیا دلیل باقی رہ جاتی ہے جس کے بل بوتے پر کوئی صاحب علم یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسلام میں عورتیں بھی سیاست اور نظم مملکت کی ذمہ داری میں شریک قرار دی گئی ہیں؟"

(ترجمان القرآن ستمبر ۵۲ء)

۱۹۶۴ء میں جماعت اسلامی کا موقف

"کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ از روئے شریعت عورت کا سربراہ مملکت ہونا حرام ہے ۔ .... عورت کے سربراہ مملکت ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔"

(مودودی صاحب کا بیان از نوائے وقت ۱۲ر اکتوبر ۶۴ء)

کیا اب مصلح ربانی کی ضرورت نہیں؟

حال ہی میں ایک مضمون نظر سے گزرا جس کا عنوان ہے "خاتم النبیین کے بعد کسی دوسری نبوت کی ضرورت نہیں"۔ اس کی چند ابتدائی سطور ملاحظہ ہوں :۔

"ابر رحمت اس وقت برستا ہے جب زمین کے لب خشک صدائے العطش بلند کرتے ہوں باد بہاری چمن کے لئے حیات تازہ کا پیام اس وقت لاتی ہے جب وہ بیداد خزاں سے عاجز آکر سراپا فریاد و الغیاث بن جاتا ہے ۔ مہر عالم افروز اپنا رخ انور اس وقت بے نقاب کرتا ہے جب کہ تیرگی شب حد سے گزر جاتی ہے اور ردائے ظلمت میں دنیا کا دم گھٹنے لگتا ہے ۔ دنیا کے حوادث اور تغیرات پر غور کرو تم دیکھو گے کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر احتیاج اور ضرورت کے وجود میں نہیں آتا تو کیا عقل سلیم یہ باور کر سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی و رسول اس خاکدان عالم میں اس وقت آیا ہوگا یا آ سکتا ہے جب اس میں کوئی احتیاج اور ضرورت نہ ہو؟"

(وفاق ۳ر ستمبر ۶۴ء)

یہ تو کوئی بھی نہیں کہتا کہ نبی اور مامور بغیر ضرورت کے آیا کرتے ہیں ۔ اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبیین سے انکار ہے ۔ بھلا جو مقدس و مطہر وجود تمام اولین اور آخرین کا سردار بن کر آیا اور جس کی نبوت کا فیضان تا قیامت جاری رہنا ہے اگر وہ خاتم النبیین نہ ہوگا تو اور کون ہوگا ـــــ لیکن سوال قابل غور تو یہ ہے کہ کیا موجودہ زمانہ کی حالت کسی آسمانی مصلح اور ربانی مامور کی مقتضی ہے یا نہیں ؟ کیا علامہ اقبال یونہی کہہ گئے تھے ۔ کہ ع

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

اور اگر دہریت و الحاد اور کفر و شرک کے موجودہ تمام بڑھتے ہوئے طوفانوں کو دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود آنکھوں کو بند کر کے یہ کہہ دیا جائے کہ ہمیں اب کسی مصلح ربانی کی ضرورت نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں آخری زمانہ میں مسیح اور مہدی کی بعثت کی پیشگوئی فرمائی تھی ؟

آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟

مولانا ابو الکلام آزاد نے اپنے ایک مضمون میں تبلیغ اسلام کی اہمیت اور اس کے ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ :۔

"اسلام کی اشاعت مقاصد اسلام کے لئے بے حد ضروری ہے ۔ غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں اور پھیلی ہوئی ہیں ہمیں ان کو دور کرنا چاہیئے اور ساتھ ہی اندازہ لگانا چاہیئے کہ فکری زندگی کس رُخ پر جاری ہے اور وہ قومیں کس چیز کی ضرورت محسوس کر رہی ہیں ۔ اس کے بعد ہم ان کی ضرورت کی تمام چیزیں اسلام کے خزانے میں سے نکال کر ان کے سامنے رکھ دیں تو ممکن نہیں کہ وہ کسی اور چوکھٹ پر سر جھکا دیں ۔ تبلیغ اسلام کے لئے مسلمانوں کو دوسری صورتیں اختیار کرنی چاہئیں ۔ عیسائی مشنریوں کا نمونہ سامنے موجود ہے ۔ دیکھو وہ کس طرح مذہب کی اشاعت کرتے ہیں ۔"

(وفاق سرگودہا ۔ ۲۲ر ستمبر ۶۴ء)

مولانا ابو الکلام آزاد نے بجا طور پر غیر مسلموں کی فکری زندگی کو ملحوظ رکھ کر ان میں تبلیغ اسلام کرنے پر زور دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر سچا مسلمان غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے ۔ اور وقتاً فوقتاً اس ضرورت کا اعتراف و اظہار بھی کیا جاتا ہے ۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس عام اعتراف اور احساس کے باوجود مسلمانوں کی کسی تنظیم کی طرف سے (سوائے جماعت احمدیہ کے) کوئی عملی قدم اس سلسلے میں اوّل تو اٹھایا ہی نہیں جاتا ۔ اور اگر کبھی کچھ کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو اس کے پیچھے خلوص نیّت اور رضائے الٰہی کے جذبے کی بجائے مختلف قسم کی سیاسی اغراض یا ذاتی خواہشات کام کر رہی ہوتی ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عملی لحاظ سے اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا ۔

مسلمانوں کے لئے یہ مقام غور ہے ۔ کہ آخر کیوں ان سے مومنانہ جوش اور اخلاص کے ساتھ تبلیغ اسلام کرنے کی توفیق چھین گئی ہے ؟

"جو کہو وہ کرو"

جماعت اسلامی کے ایک پر جوش حامی اخبار میں عوام کو ایک زریں نصیحت کی ہے جو بلا تبصرہ درج ذیل کی جاتی ہے ۔

"میں اپنے بزرگوں کو وہ اصول یاد دلانے لگا ہوں جو رشد و ہدائت وعظ و نصیحت ۔ دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تطہیر کی تحریکوں میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جس پر عمل پیرا ہوئے بغیر کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی"

وہ اصول ہے :۔

"جو کہو وہ کرو" یعنی "قول و فعل میں یکسانیت" ۔

.... جو دل میں ہے وہ زبان پر ہو جو زبان کہے وہی دل کی آواز ہو اور جو زبان سے نکلے اسی پر عمل ہو ۔ خلوص کے ساتھ عمل ہو ۔ چاہیے کتنا ہی کٹھن مرحلہ کیوں نہ ہو .... حق بات کہنے ۴۴

تفہیمات ربانیہ
مصنفہ مولانا ابوالعطاء جالندھری

صفحات آٹھ سو۸۰۰ مجلد کاغذ سفید
مقررہ قیمت گیارہ روپے -/۱۱

۳۱ را کتوبر ۶۴ء تک پیشگی رقم کی صورت میں رعایتی قیمت دس روپے -/۱۰
(مینجر الفرقان ربوہ)

دفتر وائس چیئرمین مغربی پاکستان ریلوے بورڈ۔ لاہور

نوٹس

مغربی پاکستان کے شہری امیدواروں سے پی۔ڈبلیو ریلوے میں بوائے فائرمین گریڈ III کی ۶۰ آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ۱۵ رنومبر ۱۹۶۴ء تک درخواستیں مطلوب ہیں۔ کل اسامیوں میں سے ایک اور ۳۳ فیصد اسامیاں بالترتیب (۱) شیڈولڈ کاسٹس اور (۲) ریلوے ملازمین (ملازم، ریٹائرڈ یا مرحوم) کے بیٹوں، پوتوں، دوہتوں اور زیر کفالت بھائیوں (جن کے والد صاحب فوت ہو چکے ہوں) کیلئے مخصوص ہیں۔ آئٹم نمبر (۲) کی ۳۳ فیصد مخصوص اسامیوں کیلئے زیر غور امیدوار اپنی درخواستوں کے ساتھ حسب ذیل دستاویزات بھی فراہم کریں۔

(ا) اس امر کا ثبوت کہ امیدوار کا والد، دادا یا بھائی ریلوے کا مستقل/کنفرمڈ ملازم ہے/تھا زیر کفالت بھائی ہونے کی صورت میں واضح ثبوت کہ اس کا والد زندہ نہیں ہے اور وہ پوری طرح اپنے بھائی کی کفالت میں ہے۔

(ب) اگر امیدوار کا والد/دادا اس وقت ملازمت میں نہیں ہے تو واضح ثبوت کہ:۔

(۱) اسے ڈسپلنری اور اپیل رولز کے تحت ملازمت سے برخواست یا برطرف نہیں کیا گیا تھا اور

(۲) اس نے گریجوایٹی یا پراویڈنٹ فنڈ یا پنشن کا خاص حصہ حاصل کیا تھا۔

۲۔ **کم از کم اہلیتیں**:۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن (قبائلی علاقوں کے امیدواروں اور مذکورہ بالا پیراگراف نمبرا میں مذکورہ ریلوے ملازمین کے بیٹوں وغیرہ کے لئے تھرڈ ڈویژن) اگر نتائج کا اعلان ڈویژنوں یا جونیئر کیمرج یا اسکے مساوی ادارے کی طرف سے کیا گیا ہو۔

۳۔ کم از کم قد ۵ فٹ ۵ انچ۔ چھاتی پورے پھیلاؤ میں ۳۳½ انچ پھیلاؤ ۲ انچ اور وزن ۱۱۵ پونڈ کھیلوں میں مہارت دلکش شخصیت، اچھے عادات و اطوار، خود اعتمادی، عام فہم و شعور، مستعدی اور ملک کیلئے سابقہ خدمات اضافی اہلیتیں شمار ہوں گی اور امیدوار کی اہلیت کو پرکھتے وقت ان صفات کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

عمر:۔ امیدوار ۱۵ رنومبر ۱۹۶۴ء کو ۱۶ سال سے کم اور ۲۰ سال سے زائد عمر کے نہ ہوں۔ شیڈولڈ کاسٹس و مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں اور ملحقہ ریاستوں کے امیدواروں کو عمر کی آخری حد میں ۲ سال کی رعایت دی جا سکتی ہے۔

۴۔ **طبی معائنہ**:۔ مطلوبہ معیار I - A ہے جس کے قواعد مجوزہ درخواست فارم کی پشت پر چھپے ہوئے ہیں۔

۵۔ **تنخواہ وغیرہ**:۔ تربیتی عرصہ ۲ سال ہے جس کے دوران میں زیر تربیت امیدواروں کو -/۱۰۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ تربیت کی کامیابی سے تکمیل کے بعد اگر ملازمت میں رکھا گیا تو وہ فائرمین گریڈ III کے طور پر تقرر کے اہل ہوں گے اور ۱۱۰ - ۵ - ۱۷۰ روپے (کنسالیڈیٹڈ) کے سکیل میں -/۱۱۰ روپے مہینہ تنخواہ دی جائیگی۔

۶۔ **درخواستوں کی ترسیل**:۔ (ا) درخواستیں مجوزہ فارموں پر بھیجیں جو کہ پی ڈبلیو ریلوے کے بڑے بڑے اسٹیشنوں سے ایک روپیہ فی فارم کے عوض مل سکتے ہیں۔ فارم پر چھپی ہوئی ہدایات کے مطابق اچھی طرح پُر کر کے نزدیکی دفتر روزگار کے مینجر کے پاس جمع کرائی جائیں۔

(ب) سرکاری/ریلوے ملازمین بھی اپنی درخواستیں اپنے محکموں/دفاتر کے سربراہوں کی معرفت نزدیکی دفتر روزگار میں داخل کرائیں۔ (ج) درخواستیں دستاویزات کی مصدقہ نقلوں بمعہ دفتر وائس چیئرمین (رپیسانی) پی ڈبلیو ریلوے ہیڈکوارٹرز آفس ایمپریس روڈ لاہور میں ۱۵ رنومبر ۱۹۶۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ رہائش کا سرٹیفکیٹ جو متعلقہ ضلع کے مجسٹریٹ درجہ اول/ڈپٹی کمشنر سے حاصل کیا ہو اور دیگر دستاویزات بھی درخواست کے ساتھ داخل کرائی جائیں۔

۷۔ **خصوصی مراعات**:۔ (۱) شیڈولڈ کاسٹس (۲) مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں اور ملحقہ ریاستوں۔ (۳) علاقہ آزاد کشمیر، گلگت ایجنسی۔ بلتستان کے مستقل باشندوں یا ریاست ہائے جموں و کشمیر سے تعلق رکھنے والے ایسے امیدوار جو مذکورہ علاقوں یا پاکستان کے کسی دوسرے حصہ میں ہجرت کر چکے ہوں۔ (۴) ضلع ڈیرہ غازیخاں مغربی پاکستان کے غیر مشمولہ علاقوں کے امیدواروں سے (۱) درخواست فارم کی قیمت ایک روپے کی بجائے ۲۵ پیسے لی جائے گی۔ (ب) عمر کی آخری حد میں تین سال کی رعایت دی جائے گی۔

۸۔ امتحان اور انٹرویوں کے لئے بلائے جانے والے امیدواروں کو سفر کے اور دیگر اخراجات نہیں دیئے جائیں گے۔

۹۔ کامیاب امیدواروں کو میڈیکل ٹیسٹ پاس کرنا ہوگا۔

۱۰۔ درخواستیں دستاویزات کی مصدقہ نقلوں بمعہ وائس چیئرمین (ریپسانی) پی ڈبلیو آر ہیڈکوارٹرز آفس ایمپریس روڈ لاہور میں ۱۵ رنومبر ۶۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(ای۔ ایم۔ شیخ)
برائے وائس چیئرمین (ڈبلیو)

مذہبی کتب اردو۔ عربی اور انگریزی زبانوں میں خریدنے کیلئے ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں۔
اورینٹل اینڈ ریلجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ گول بازار۔ ربوہ

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی نظر میں
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
"میں کمپنی کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی ہمیشہ ہی تعاون کا ثبوت دیتی ہے۔"
دوست اب گوجرانوالہ۔ سرگودہا کے علاوہ۔ لاہور۔ شیخوپورہ۔ پنڈی بھٹیاں۔ شاہ کوٹ۔ لائل پور کا سفر بھی اپنی بسوں میں کر سکتے ہیں۔
برانچیں:۔ سب آفس سرگودہا۔ ریلوے روڈ بس سٹینڈ سرگودہا۔ (۲) بکنگ آفس بس سٹینڈ گوجرانوالہ۔ (۳) بکنگ آفس بس سٹینڈ چنیوٹ۔ (۴) بکنگ آفس بس سٹینڈ لائل پور۔
(مینجر پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ سرگودہا)

ہمدرد نسواں دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔
(اٹھرا کی گولیاں) مکمل کورس انیس روپے -/۱۹

جملہ حقوق محفوظ
مایوس العلاج
مریضوں کے لئے خوشخبری
اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلعم نے فرمایا ہے لکل داء دواء یعنی ہر مرض کی دوا ہے چنانچہ انسان کو خواہ کیسا تکلیف دہ مرض ہو اس کو لاعلاج سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس مرض کا صحیح علاج تلاش کرنا چاہیئے۔ بفضل ایزدی ہمارے ہاں مندرجہ ذیل خاص الخاص دوائیں مل سکتی ہیں اگر آپ حاجتمند ہوں تو منگوا کر ضرور فائدہ اٹھائیں

دوائے نزلہ	-/۲	دوائے سنگراہنی	-/۳
دوائے موتیابند ابتدائی	-/۵	دوائے خرابی جگر	-/۳
دوائے کمزوری نظر	-/۳	دوائے تلی	-/۳
دوائے بہراپن	-/۴	دوائے پتھری	-/۸
دوائے پائیوریا	-/۲	دوائے ذیابیطس	-/۹
دوائے دمہ	-/۳	دوائے درد ریح	-/۳
دوائے سل	-/۹	دوائے خارش	-/۳
دوائے ضعف قلب	-/۱۰	دوائے تپدق	-/۹
دوائے قبض دائمی	-/۲	دوائے کمی خون	-/۷
دوائے بواسیر	-/۳	دوائے مرض مخصوصہ	-/۱۰

نوٹ:۔ فرمائش کے ساتھ اپنے خیالات بھی لکھیں۔
حکیم مخدوم الطاف احمد۔ اکمل الطب والجراحت۔ دواخانہ فضل میانی سرگودہا

ھو الشافی
تمام اعضاء رئیسہ کی تقویت کیلئے نہایت زود اثر گولیاں
جوہر مقویات
اعلیٰ درجہ کی مقوی اعصاب ہیں۔ قوائے نفسانیہ پر پورا اثر کرتی ہیں۔ جید القوام ہونیکی وجہ سے جوانوں کی طاقت و جسم کو مضبوط بناتی ہیں گرمی اور بہت سی بیماریوں کا علاج ہیں۔ بڑھاپے کے اثر سے محفوظ رکھتی ہیں۔ اعصابی کمزوری اور بادی دردوں کو فائدہ دیتی ہیں۔
قیمت ۳۰ گولیاں ۔ ۔ ۔ ۵ روپے
زنانہ۔ مردانہ علاج کیلئے حقیقت لکھکر مشورہ مفت حاصل کریں
احمدیہ دواخانہ متصل ٹی۔ آئی پرائمری سکول ربوہ

نصرت رائٹنگ پیڈ
جس پر
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
کا بلاک پرنٹ شدہ ہے
ملنے کا پتہ
نصرت آرٹ پریس ربوہ

حیات بشیر

مؤلفہ شیخ عبد القادر صاحب مؤلف حیاتِ طیبہ و حیاتِ نور

المشتہر شیخ عبد الہادی مسجد احمدیہ۔ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور۔ قیمت -/۸ روپے

فوری ضرورت ہے

تعلیم الاسلام کالج کے شعبہ حیاتیات میں مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے قابل امیدواروں کی ضرورت ہے۔

لیبارٹری اسسٹنٹ ۱۔

میٹرک۔ ہائی جن۔ فزیالوجی یا انٹر میڈیٹ سائنس کے ساتھ

تنخواہ گریڈ ۹۰-۴-۱۳۰/۵-۱۶۰/۶-۲۲۰ ہے

مددگار کارکن۔ میٹرک تک سائنس پڑھی ہو۔

مشاہرہ ۶۵-۱/۷۵-۱-۸۵ ہے۔

درخواستیں بنام پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ

اکسیر نما

ایک حیرت انگیز دوا

جو بہت سی امراض کا واحد علاج ہے

- یہ گولیاں معدہ کو طاقت دیتی غذا ہضم کرتی اور ریاح کو خارج کرتی ہیں
- نظام ہضم کی اصلاح کر کے پیٹ درد۔ نفخ۔ قبض تبخیر معدہ اور باد گولہ کو دور کرتی ہیں۔
- ریحی۔ عصبی۔ عضلاتی اور مفاصل کی درد اور جسم کی دردوں کے لئے بہت مفید ہیں۔
- سستی اور کمزوری دور کر کے توانائی پیدا کرتی ہیں۔
- موسم سرما میں اس کا باقاعدہ استعمال سردی کے مقابلہ کی طاقت پیدا کرتا ہے بوڑھوں کے لئے تو نعمت خداوندی ہے۔ قیمت ۲ روپے۔

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ گول بازار ربوہ

قاعدہ یسرنا القرآن

وقف بنام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

یہ بابرکت قاعدہ حضرت پیر منظور احمد صاحب کی تصنیف ہے اس کے پڑھنے سے چند ماہ میں صحیح قرآن مجید آجاتا ہے ہدیہ قاعدہ مکمل ۶۲ پیسے نورد ۲۵ پیسے چالیس جواہر پارے مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ؓ ہدیہ کاغذ سفید ۱۲ عام کاغذ ۸ علاوہ ازیں سیپارے بطرز یسرنا القرآن اول تا دہم طلب فرمائیں۔ ہدیہ ۱۲

مکتبہ یسرنا القرآن۔ ربوہ ضلع جھنگ

تریاق چشم رجسٹرڈ کی اعجازی تاثیر

میں خود بھی حیران ہوں اور نہ ہی موجد کا دعویٰ ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا سرمہ تریاق چشم بیس سال کے تین چار دن میں ختم کر دیتا ہے چوہدری نصیر احمد صاحب گوٹھ احمدیہ ضلع تھرپارکر سندھ پھر ڈاکٹر اور حکیم بھی بار بار اپنے دواخانہ میں مریضان چشم کے لئے منگواتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب آف ملتان تحریر فرماتے ہیں پانچ تولہ تریاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں پھر سید شمیم صاحب الہندی ٹوبی ضلع مردان تحریر فرماتے ۱۲ شیشیاں تریاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر مریضان چشم کے لئے اور کیا یقینی شہادت ہو سکتی ہے تریاق چشم ایک نباتاتی مرکب ہے جو ککروں کو زائل کرتا ہے سرخی کو اندر رہو یا باہر کاٹ دیتا ہے۔ زخم۔ خارش، دھند۔ گیہ۔ گوہنہ۔ ککی۔ روشنی میں آنکھ نہ کھلنا اور مطالعہ سے محروم رہنا سب کے لئے بے حد مفید ہے چالیس سال کے دوران میں اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب اور دیگر نامور ڈاکٹروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ سے امتیازی سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے خدمت خلق کے پیش نظر قیمت وہی ہے جو چالیس سال پہلے مقرر کی گئی تھی قیمت ۵ روپے تولہ۔ نوٹ:۔ اب کوئی صاحب سابقہ پتہ گڑھی شاہدرہ۔ ضلع گجرات پر آرڈر نہ بھیجیں۔

المشتہر۔ مرزا محمد شریف بیگ منیجر تریاق چشم حویلی منصف نزد سول ہسپتال چنیوٹ ضلع جھنگ

حج بیت اللہ شریف

جو احباب حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ کتاب حج بیت اللہ شریف کا مطالعہ کر کے تشریف لیجاویں تو ان کو حج کرنے میں آسانی ہوگی قیمت مجلد چار روپے۔ ملنے کا پتہ:۔

ایران ٹریڈ سنٹر۔ کھوری گارڈن کراچی نمبر ۲

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے پچوڑ ٹھیے

بلحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی تیل کی بچت اور انتظام حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب کریں

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی۔ دیار کیل۔ پڑتل۔ چیل۔ کافی تعداد میں موجود ہے۔ ضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمادیں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن۔ ۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۶۲۲۶۱

سٹار ٹمبر سٹور ۹ فیروزپور روڈ لاہور ۸ لائلپور ٹمبر سٹور اجباہ روڈ لائلپور فون ۳۸۰۶

ولادت

میری بڑی ہمشیرہ محترمہ فیروز جہاں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۲ کو بروز یکشنبہ بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود چوہدری رحمت علی صاحب آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کا پوتا اور مکرم مولوی خدا بخش صاحب (مرحوم) ساکن نورم گوجر خان ضلع راولپنڈی کا نواسہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ ذرہ نوازی "فاروق احمد" نام تجویز فرمایا ہے احباب جماعت نومولود اور اس کی والدہ کی صحت اور نومولود کے خادم دین ہونے کیلئے دعا فرمائیں۔ (محمد نواز کارکن دفتر الفضل ربوہ)

علاج بذریعہ بجلی

کرنے اور ہومیوپیتھی نسخے حاصل کرنے کے لئے ہومیو گائیڈ معہ سند رکنیت ۲/۶۰ روپے میں طلب کیجیے۔ ایچ پی ناریلی دھوریہ (کھاریاں) گجرات۔

وزیرآباد کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ

مکرم شیخ عنایت اللہ صاحب

ایجنٹ روزنامہ الفضل

وزیرآباد سے حاصل کریں۔

(منیجر)

ہمیشہ

اچھے

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

کی

آرام دہ بسوں پر سفر کیجیے (جنرل منیجر)

تریاقِ اٹھرا (اٹھرا کی کامیاب دوا) خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس پندرہ ۱۵ روپے

لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نئی عمارت کی تعمیر

احباب جماعت کی خدمت میں ایک نہایت ضروری اپیل

زیذلِ مال در رہش کسے مفلس نمے گردد ؛ خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا (حضرت مسیح موعودؑ)

مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگرخانہ۔ ربوہ

احباب جماعت "الفضل" میں یہ مسرت انگیز اطلاع پڑھ چکے ہوں گے کہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہاتھوں ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ربوہ میں جدید لنگرخانہ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اور نصرت گرلز پرائمری سکول کی وسیع عمارت جو ۱۹۶۲ء میں تیار ہوئی تھی لنگرخانہ کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے اور اب اس وسیع عمارت کے سات کمروں کو رہائش گاہوں میں منتقل کرنے کے علاوہ اس میں باورچی خانہ، سٹور اور کھانے کا ہال تعمیر ہونے والا ہے۔ یہ نئی تعمیرات چار پانچ سو مربع فٹ کے رقبہ پر محیط ہوں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

یہ حصہ مکمل ہوتے ہی نقشہ کے مطابق باقی عمارت کی بھی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا کام بھاری اخراجات چاہتا ہے نیز ضرورت کا تقاضا ہے کہ اسے جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے اور یہ مرکزی ادارہ جس کی حقیقی بنیاد خود امام الزمان سیدنا و مرشدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے آج سے قریباً پون صدی پیشتر رکھی تھی اور جسے "فتح اسلام" کی اہم شاخ قرار دیا تھا اپنی پوری شان کے ساتھ تعمیر ہو اور اس کی برکات وسیع سے وسیع تر ہو جائیں۔

اس سلسلہ میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں "تعمیر لنگرخانہ" کی نئی مد کھول دی گئی ہے۔ جماعت کے مخیر اور سربرآوردہ احباب سے خصوصاً اور دوسرے احباب سلسلہ سے عموماً اپیل ہے کہ وہ اس مقدس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ان ابدی آسمانی انوار و فیوض سے بہرہ ور ہوں جو اس یادگاری ادارہ کے ساتھ ازل سے وابستہ ہیں۔

ضرورت سپرنٹنڈنٹ

برائے احمدیہ ہوسٹل لاہور

تنخواہ: ۲۵۰ روپے ماہوار تک حسب لیاقت و تجربہ

شرائط: (۱) گریجوایٹ یا شاہد (۲) ضبط و انتظام و تربیت کی اہلیت

دیگر ضروری کوائف:۔

۱۔ سابقہ خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ

۲۔ دینی معلومات

۳۔ تجربہ ۴۔ عمر

۵۔ سفارش مقامی امیر یا پریذیڈنٹ۔

(ناظر تعلیم)

تحریک جدید کی اہمیت

"تحریک جدید کا کام چونکہ دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اس لئے کئی ممالک کی طرف سے مشن کھولنے کی درخواستیں آ رہی ہیں اب ہمارے لئے یہ بڑی مشکل ہے کہ ہم انہیں کہہ دیں کہ چونکہ ہماری جماعت پر بہت زیادہ مالی بوجھ ہے اس لئے ہم مشن نہیں کھول سکتے" (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ)

کے اس ارشاد سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اس وقت تحریک جدید کے چندہ کی ادائیگی کیوں زیادہ توجہ کی مستحق ہے۔ (وکیل المال اول تحریک جدید)

جب مسلمان بھی مضبوط مرکز سے محروم ہوئے قعر مذلت میں گر گئے

لاہور کے لاکھوں شہریوں کے اجتماع سے صدر ایوب کا خطاب

لاہور ۲۸ اکتوبر۔ صدر ایوب نے کل لاہور کے ایک عدیم النظیر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حزب مخالف صرف نعرے بلند کر سکتا ہے کوئی واضح پروگرام پیش نہیں کر سکتا۔ اس کا ایک نعرہ یہ بھی ہے کہ وہ ملک کو ڈکٹیٹر شپ سے نجات دلانا چاہتا ہے مگر وہ یہ حقیقت تسلیم نہیں کرتا کہ ڈکٹیٹر کبھی ملک کو ایسا آئین نہیں دیتے جس کے مطابق انہیں خود لوگوں کے پاس ووٹ مانگنے جانا پڑے۔ صدر ایوب نے پرجوش نعروں کے درمیان کہا کہ اگر اس ملک میں جمہوری نظام نہ ہوتا تو میں آپ سے ووٹ مانگنے کیوں آتا۔ اور حزب مخالف والے محترمہ فاطمہ جناح کو لے کر آپ کے دروازوں پر دستک کیوں دیتے۔

صدر ایوب نے اس تاریخی حقیقت کا حوالہ دیا کہ مسلمان جب بھی مضبوط مرکز سے محروم ہوئے قعر مذلت میں گر گئے۔ اگر پاکستان کو ترقی کرنا ہے تو اسے ایک مضبوط مرکزی حکومت درکار ہے۔ آپ تجربے سے بھی دیکھ سکتے ہیں کہ مضبوط مرکزی حکومت کی بدولت پچھلے چھ سال میں پاکستان نے ہر اعتبار سے ترقی کی ہے اور دنیا بھر میں اس کا وقار بلند ہوا ہے۔ صدر ایوب نے طنزاً کہا کہ جو ملک سیاستدانوں کی بہشت ہوتا ہے وہ عوام کے لئے دوزخ بن جاتا ہے اور سیاستدان کمزور مرکز اس لئے چاہتے ہیں کہ صوبے طاقتور اور خود مختار ہو جائیں اور سیاستدانوں کو من مانی کرنے کا موقع ملے۔

صدر ایوب نے باغ بیرون موچی دروازہ میں لاکھوں حاضرین سے سوال کیا کہ وہ حزب مخالف کو یہ اجازت دیں گے کہ وہ ملک کو تباہ و برباد کر دے۔ تو لاکھوں انسانوں نے ہاتھ اٹھا کر جواب دیا "ہرگز نہیں"۔

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنی تقریر کے شروع میں لاہور کے باشندوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ جس جوش اور ولولے کے ساتھ میرا استقبال کیا گیا ہے اور جتنی تعداد میں لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حب الوطنی کا جذبہ لاہور کے لوگوں کے دلوں کو گرما رہا ہے۔

پشاور میں صدر ایوب نے فضائی مظاہرہ دیکھا

پشاور ۲۸ اکتوبر۔ انقلاب کی چھٹی سالگرہ کے موقعہ پر ہوائی بیڑے کے طیاروں نے پشاور میں اپنی قوت اور کارکردگی کا سب سے بڑا مظاہرہ کیا۔ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور ڈیفنس فضائیہ کے کمانڈر انچیف ایئر مارشل والی اور مختلف ملکوں کے سفارتی نمائندوں، ممتاز شہریوں اور ہزاروں پاکستانیوں نے یہ شاندار مظاہرہ دیکھا۔

ربوہ میں یوم انقلاب کی تقریب اہتمام سے منائی گئی

پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے دعائیں۔ اہم عمارتوں پر چراغاں

ربوہ ۲۸ اکتوبر۔ کل یہاں "یوم انقلاب" کی تقریب اہتمام سے منائی گئی۔ تقریب کا آغاز علی الصبح نماز فجر کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا سے ہوا چنانچہ ربوہ کی تمام مساجد میں پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے دعائیں کی گئیں۔ دن طلوع ہوتے ہی ٹاؤن کمیٹی اور دیگر سرکاری عمارات پر قومی پرچم لہرایا گیا تمام تعلیمی ادارہ جات اور دیگر محکموں میں عام تعطیل رہی رات کو مسجد مبارک، دفاتر صدر انجمن احمدیہ و دفاتر تحریک جدید کی عمارتوں، ٹاؤن کمیٹی اور دیگر اہم عمارتوں پر بجلی کے رنگ برنگ قمقموں سے چراغاں کیا گیا۔ لوگ رات گئے تک گھوم پھر کر چراغاں کے دلکش منظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

شادی کی تقریب

ربوہ۔ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب لیکچرار دینیات تعلیم الاسلام کالج کی صاحبزادی عزیزہ عائشہ صدیقہ صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح ملک فاروق احمد صاحب ابن مکرم ملک عبداللطیف صاحب ظہور ہیڈ ماسٹر لاہور کے ساتھ گزشتہ مجلس مشاورت کے موقع پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل نے کی بعدہٗ ایک عزیز نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعائیہ نظم پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴